eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

عالیہ مجید
لیکچرر، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی، بہاول پور
ڈاکٹر عاصمہ رانی
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی، بہاول پور
ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی، بہاول پور

Alia Majeed
Lecturer, Government Sadiq College Women University, Bahawalpur
Dr. Asma Rani
Assistant Professor, Government Sadiq College Women University, Bahawalpur
Dr. Aqsa Naseem Sindhu
Assistant Professor, Government Sadiq College Women University, Bahawalpur

کرونائی عہد میں غزل کے روایتی موضوع "ہجر" کی جہات

THE TRADITIONAL SUBJECT OF URDU GHAZAL: THE SEPARATION, IN THE ERA OF COVID-19

ABSTRACT

The Fundamental themes that augmented our Urdu Ghazal were of seclusion and separation, which were derived from Arabic and Persian Ghazal. From classical Ghazal to the end of 20th century Ghazal, the elements of segregation were addressed forcefully but during last two decades the modern Ghazal's themes did not carry them with their earlier luster. During last few months the Urdu poetry written under Covid-19 is embellished with the shades of disunion and embarkation. So to say covid-19 poetry has various facets of detachment, division and separation. Today's poet feasts his heart on despondency. This short article is comprises of the numerous elements which are found in classical Ghazal as well as in today's Covid-19 Ghazal.

KEYWORDS

Arabic Ghazal, Covid-19, separation, despondency, classical Ghazal

معاشی، معاشرتی، سیاسی، تہذیبی وجغرافیائی حالات ہمیشہ ادب پر بالواسطہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ کسی ملک کے جغرافیائی اور سماجی حالات کا شعرا و ادبا کی رجحان سازی میں اثر ایک لاکلام امر ہے۔ اسی طرح جیسے جیسے عام آدمی اور عام زندگی پر کوئی تبدیلیاں رونما ہوں، ویسے ویسے وہاں کا تمام تر ادب ان تبدیلیوں کی زد میں آتا ہے کیونکہ سماجی اور معاشرتی تبدیلیاں افراد کی ذہنی حالتوں کو بدلتی اور انہیں نئی فکریا نئی سوچ کا حامل بناتی ہیں۔ یوں لکھنے والوں کا حساس ترین طبقہ کسی بھی سماجی اور معاشرتی تبدیلی کو دوسروں سے بڑھ کر محسوس کرتا اور اسے اپنے قلم کے ذریعے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

معاشرے میں آنے والی بڑی بڑی تبدیلیاں ہمیشہ ادب میں جگہ پاتی رہی ہیں۔ قدرتی آفات ہوں یا انسانی فسادات اور جنگیں، ادیب اور شاعر کی خاص توجہ کا مرکز ٹھہرتی ہیں۔ سو ان تمام کا ادبی اصناف میں موضوعِ سخن ٹھہرنا حیرت کا باعث نہیں ہوتا۔ بقول اقبال شاعر کا معاشرے کی آنکھ ہوتے ہوئے اس کے ہر درد کو محسوس کرنا اور معاشرے کے بیمار جسم کی کسی کمزوری یا تکلیف پر اشک بہانا قدرتی امر ٹھہرتا ہے۔

اُردو ادب میں غزل کی ہیئت نہ صرف عصرِ حاضر تک اپنی قوت اور تابندگی کے ساتھ زندہ ہے بلکہ اس ہیئت کے فکری معیارات میں روز افزوں ترقی بھی محسوس کی جاسکتی ہے۔ یہ کہا جائے تو ہرگز بے جا نہ ہوگا کہ اُردو ادب کی دیگر چند اصناف کے ساتھ غزل بھی ایسی صنف ہے جو زمانے کی دست بُرد سے محفوظ رہی ہے اور جسے سوشل میڈیائی عصرِ حاضر کا عفریت ہڑپ کرنے سے قاصر رہا ہے۔ کمال یہ بھی ہے کہ موجودہ زمانہ تک غزل اپنی پوری آب و تاب باقی رکھے ہوئے ہے۔ اس کے تمام روایتی موضوعات، آہنگ اور لہجے کے بیشتر عناصر بھی امتدادِ زمانہ سے اپنا آپ بچالینے میں کامیاب رہے ہیں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان موضوعات میں وسعت اور پھیلاؤ آتا رہا ہے اور جہاں تک عہدِ حاضر کی غزل کے موضوعات کی بات ہے تو اس کے وسیع کینوس پر عصرِ حاضر کا شاعر کسی بھی طرز اور کسی بھی فکر کا نقش بہ آسانی تصویر کرلیتا ہے۔

اُردو غزل کی روایت میں چند موضوعات ایسے ہیں جو ابتدا سے اب تک غزل کے مرکزی موضوعات رہے ہیں۔ روایتی غزل کے تعمیری عناصر میں جن تصورات کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ان میں سے ایک تصور ہجر یا جدائی کا ہے۔ یہی موضوع ہے کہ جس پر غزل میں موجود دکھ اور کرب کی ساری عمارت کھڑی ہے۔ غزل کی فکر میں کربِ ذات کا وہ بنیادی تصور شامل رہا ہے جس کے خمیر میں فراقِ یار کی غم ناکی گندھی ہوئی ہے۔

شبانِ ہجراں دراز چوں زلف و روزِ وصلت چوں عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں[امیر خسرو]

اُردو شاعری کی ابتدا ہی میں غزل کا سنگھار بننے والے اس تصورِ ہجر کے لیے شعرانے صوفیائے کرام کے اُن روحانی افکار سے استفادہ کیا جن میں انہوں نے انسانی روح کی اُس روحِ ازلی سے جدائی اور فراق کو زندگی کی ہر اُداسی اور ہر کرب کا مرکز قرار دیا تھا۔ اُردو غزل کے محبوب کے بارے میں یہ تصور عام ہے کہ وہ عاشقِ صادق کو خاطر میں نہیں لاتا اور رات دن اُسے آتش فراق میں جلاتا ہے۔[۱]"

Covid-19 یا کرونا وائرس کی وبا دنیا میں معاشی، سماجی اور معاشرتی سطح پر ایک حیرت انگیز انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہے۔ 2019ء کے اواخر تک کون جانتا تھا کہ اگلے چند مہینوں میں دنیا کے کئی ممالک جہاں ہزاروں اور لاکھوں اموات کا کربِ عظیم سہیں گے وہیں اس وبا کے زیر اثر دنیا کی آنکھیں خوف اور ویرانی کے ایسے ایسے مناظر دیکھ لیں گی کہ جن کا تصور بھی چشمِ افلاک نے کبھی نہیں کیا۔ جن شاہراہوں پر گزرنے والے راہ نہیں پاتے ان کی ویرانی وحشت ناک نظارہ پیش کرے گی۔ آباد شہروں کے جن عوامی مقامات پر ہمہ وقت اجتماع کی سی صورتِ حال میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی ان کی تنہائی، صحراؤں کی سی اُداسی کا مظہر ہو جائے گی۔ دنیا کا شور ایک سنسان چپ میں ڈھل جائے گا۔

اس خاموشی اور چپ کے اثرات جہاں عام آدمی اور عام اذہان پر محسوس کیے جا سکتے ہیں وہیں شعرا اور ادیب بھی اسی ویرانی سے بلاشبہ متاثر ہوئے ہیں اور اس ویرانی کو انہوں نے نثر و شعر کے پیکر میں ڈھال کر آنے والے زمانوں کے لیے ادبی حوالہ بھی بنا دیا ہے۔

اگرچہ اسی چپ کے دوران میں شعرا کی فکری صلاحیتیں مہمیز بھی ہوئیں اور بہت سے شعرا کی متعدد تخلیقات منظر عام پر آئیں لیکن یہ بات یقیناً اہم ہے کہ اس وبا کی عطا کردہ خاموشی کے عرصہ میں جو شاعری کی گئی اس میں ایک قابل ذکر حصہ ان افکار کا بھی ہے جن میں اسی وبا اور اس کے اثرات کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ ہم بہ آسانی کہہ سکتے ہیں کہ کرونا اور اس کے اثرات صرف اُردو ہی کے نہیں بلکہ دیگر کئی زبانوں کے عصری ادب کا موضوع بھی بنے ہوں گے اور آئندہ کی ادبی تواریخ میں اس وبا کی بلاخیزیوں کے ساتھ اس زمانہ کی ادبی تخلیقات بھی زیر بحث لائی جائیں گی۔

جہاں تک اُردو غزل پر کرونا کے اثرات کا ذکر ہے اس حوالے سے یہ بات اہم ہے کہ شعرا نے اس وبا کے نتیجے میں ہونے والے لاک ڈاؤن اور اس وبا سے بچنے کی احتیاطی تدابیر کو نہ صرف محسوس کیا ہے بلکہ ان تمام کے ذیلی اثرات کو اپنی شاعری میں بار بار جگہ دی ہے۔ ان اثرات میں سب سے اہم موضوع ہجر و فراق یا جدائی و تنہائی کی وہ کیفیات ہیں جن سے ہر فرد اس عرصہ میں دوچار رہا ہے۔

ہجر و فراق کی یہ آتش شاعر یا عاشق کو کسی لمحے یا کسی صورت چین نہیں لینے دیتی۔ وہ روتا ہے، ہجر یار میں کروٹیں بدلتا ہے، ساری ساری رات تارے گنتا ہے، چاند کی صورت میں جلوۂ یار دیکھ کر تڑپتا ہے۔ شمعِ محفل کے ساتھ اس کے جسم و جاں پگھلتے ہیں مگر فراق اور ہجر کی

طوالت کسی طور کم نہیں ہوتی۔ کلاسیکی ادب سے عصرِ حاضر تک ہجر، فراق، جدائی اور انہی کے اثرات کے طور پر وجود میں آنے والی تنہائی کا ذکر ہر زمانہ میں کیا گیا ہے۔ مختلف شعرا کے اشعار ملاحظہ ہوں:

میرؔ:

ہزاروں کی یاں لگ گئیں چھت سے آنکھیں
تو اے ماہ کس شب لبِ بام ہو گا[۲]

غالبؔ:

یہ ہم جو ہجر میں دیوار و دَر کو دیکھتے ہیں
کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں[۳]

غالبؔ:

مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

غالبؔ:

مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی[۴]

اقبالؔ:

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اُڑتے جاتے
ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں[۵]

فراقؔ گورکھپوری:

شام ہے ، میں ہوں ، تنہائی ہے
تم بھی جو ہوتے اچھا ہوتا[۶]

ناصرؔ کاظمی:

میری ساری عمر میں
ایک ہی کمی ہے تو[۷]

فیضؔ:

شامِ فراق اب نہ پوچھ آئی اور آ کے ٹل گئی
دل تھا کہ پھر بہل گیا جاں تھی کہ پھر سنبھل گئی[۸]

فرازؔ:

کتنا آساں تھا ترے ہجر میں مرنا جاناں
پھر بھی اک عمر لگی جان سے جاتے جاتے[۹]

پچھلے چند ماہ میں دنیا نے گھر میں پابند ہونے(Lock Down)اور سماجی فاصلوں کا خیال رکھنے (Social Distance) کے جن حالات کا سامنا کیا ہے اُن سے دنیا کی اکثر آبادی، بالخصوص ترقی یافتہ ممالک اور آزاد قومیں ہر گز آشنا نہیں تھیں۔ کئی کئی دن تک گھروں میں قید رہنے اور معاشی اور سماجی سطح پر لوگوں سے دوری کا خیال رکھنے کی عادت نے ہر فرد کو اپنوں اور قریبی لوگوں کی جدائی کے احساس سے روشناس کرایا ہے۔ روز ملنے والے لوگ نظروں سے اُوجھل ہو گئے۔ خیال رکھنے اور ساتھ رہ کر خوش گپیاں لگانے والے دوست احباب دور ہو گئے۔ یہاں تک کہ بیماری کے دوران میں عیادت اور بیمار کا خیال رکھنے کا سماجی اور مذہبی فرض بھی لوگوں کو ترک کرنا پڑا۔ ایسی صورتِ حال میں ہر فرد کسی نہ کسی طور ہجر و فراق یا جدائی و تنہائی کی انہی صورتوں سے دوچار ہوا جن کا ذکر شاعر ہمیشہ سے کرتا آیا ہے۔ کرونا عہد سے کہیں پہلے لکھے گئے چند اشعار دیکھیے جنہیں پڑھ کر لگتا ہے کہ شاعر نے اسی دور کی کسی کیفیت کا عکس دکھانے کی کوشش کی ہے۔

میرؔ:

کیسا چمن کہ ہم سے اسیروں کو منع ہے

چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا[۱۰]

غاؔلب:

گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال
ایک دل تس پر یہ نا امیدواری ہائے ہائے[۱۱]

ناؔصر:

بازار بند ، راستے سنسان بے چراغ
وہ رات ہے کہ گھر سے نکلتا نہیں کوئی[۱۲]

ناؔصر:

شہر کی بے چراغ گلیوں میں
زندگی تجھ کو ڈھونڈتی ہے ابھی[۱۳]

اظہرؔ ادیب:

شب، کمرے کی تنہائی سے ڈرتے رہے اظہرؔ
دن سب سے الگ رہنے کی کوشش میں گزارا[۱۴]

گزشتہ شعرا کے موضوعات کی عصرِ حاضر سے مماثلت دیکھنے کے لیے احمد فراز (المتوفی:۲۰۰۸ء) اور عصرِ حاضر کے معروف شاعر قمر رضا شہزاد کا ایک ایک شعر ملاحظہ ہو جن میں دوست احباب کا ایک ایک کر کے رخصت ہونا اور ہمیشہ کے لیے دردِ جدائی دے جانا مذکور ہے۔ اشعار میں موضوع کی مماثلت ایسی ہے کہ قاری فرازؔ کے شعر کو عصرِ حاضر سے پہلے کا ماننے پر حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور یوں لگتا ہے کہ قمر رضا شہزاد اور فرازؔ نے ایک ہی کیفیت سے گزرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

فرازؔ:

کوچ کر جاتا ہے اک دوست ہر آوازے پر
گوشِ شُنوا ہے تو سُن ، ایک صدا اور لگی[۱۵]

قمر رضا شہزاد:

اب تو یہ ڈر ہے کہ جب صبح مری آنکھ کُھلے
جانے کس دوست کے جانے کی خبر مل جائے[۱۶]

کرونائی عہد پر اگر غور کیا جائے تو اس کے دیے گئے کرب عام نوعیت اور عام سطح سے بہت بڑھ کر نظر آتے ہیں۔ تنہائی، جدائی اور ہجر کے عذاب سہنے والا آدمی گھر میں بیٹھا دوست احباب کے جانے کی خبر سنے اور اسے اپنے کسی بہت پیارے کی موت پر اس کے دیدارِ آخر کی اجازت بھی نہ دی جائے۔ کرب ورنج کی ان کیفیات کو وہی لوگ صحیح معنوں میں جان سکتے ہیں جو ایسی کسی صورتِ حال سے خود دوچار رہے ہیں۔ انہوں نے اپنوں اور پیاروں کا فراق تو دیکھا مگر ان کا چہرہ دیکھنا نصیب نہ ہو سکا۔ اس قسم کے حالات نے یقیناً شاعروں کو بھی متاثر کیا اور شاعری پر بھی اپنے اَن مٹ نقوش چھوڑے۔ کرونائی عہد کی اس شاعری میں ہجر اور جدائی کی دردانگیز کیفیات جگہ جگہ نظر آتی ہیں۔ جب فرد جن لوگوں کے درمیان ہے ان سے بھی ایک حد تک کٹا ہوا ہے اور جن کے ساتھ نہیں ان کی مزاج پُرسی یا عیادت بلکہ جنازے تک میں جانے سے کتراتا ہے تو اس کے دل پر غموں اور دکھوں کے جو پہاڑ ٹوٹتے ہیں انہیں شعر کی زبان دینا کسی شاعر کے لیے مشکل نہیں ہوتا۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ شعر و ادب پر نظر رکھنے والے بخوبی اس بات سے واقف ہیں کہ گزشتہ دو دہائیوں میں دوسری اشیا کی طرح شاعری اور اس کے موضوعات پر بھی جدید تصورات اور جدیدیت کی ضرب قابلِ توجہ رہی ہے۔

جدید خیالات اور جدید لہجے کی تلاش میں عصری شعرا نے عام طور پر یہ کوشش کی ہے کہ کلاسیکی عہد کے ان تصورات پر کم سے کم لکھا جائے جو شاعری کے ایک بڑے حصے پر حاوی رہے ہیں۔ اگرچہ غزل کی عصری فضا میں سانس لینے والا موجودہ دور کا جدید شاعر ان تمام موضوعات سے دامن نہیں چھڑا سکا جو کلاسیکی غزل کا طرۂ امتیاز سمجھے جاتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ جدید شعرا کے ہاں قدیم موضوعات کا توارد بہت کم نظر آتا ہے۔ موجودہ عہد کے شاعر نے از حد کوشش کی ہے کہ ان موضوعات سے دُور رہے جن کے مختلف پہلوؤں پر اُردو شاعری میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں اشعار موجود ہیں۔ ہجر، جدائی، غم فراق اور دردِ تنہائی کا موضوع بھی انہی موضوعات میں سے ایک ہے جن پر عصری اُردو شاعری میں بہت کم لکھا جا رہا تھا اور جدید شاعر ان تصورات پر شعر کہنے میں شاید ہتک محسوس کرنے لگے تھے یا یوں کہنا ہرگز بے جا نہ ہو گا کہ جدید شعر کی مسند محض انہی اشعار کو دی جاتی تھی جن میں اُردو کی روایتی غزل کے ان عمومی موضوعات سے ہٹ کر کچھ لکھا گیا ہے۔ یوں یہ بات اُردو ادب کی تاریخ میں بحروف جلی لکھی جا سکتی ہے کہ کرونا عہد کی نازک صورتِ حال نے شعرا کو غزل کے اِن روایتی موضوعات کی طرف دوبارہ راغب کیا ہے اور موجودہ دور کا شاعر ہجر و فراق کا ذکر عصری تقاضے کے تحت بہ آسانی کرنے لگا ہے۔

کرونائی عہد کے زیر اثر لکھے گئے چند اشعار ملاحظہ ہوں کہ جن میں اُردو شاعری کا روایتی موضوع ہجر و فراق آج کا موضوع قرار پاتا ہے۔[1]

یہ نہ ہو ایک ہی ساتھی رہ جائے
ہجرِ فانی ہی نہ باقی رہ جائے
جیسے تصویر ہٹا لے کوئی
اور دیوار اکیلی رہ جائے
اس کی خوشبو بھی غنیمت ہے سعودؔ
سبھی جاتے ہوں تو جو بھی رہ جائے[۱۷]
گلے سے لگ اے ہجرِ یار
سنا ہے عید وید ہے[۱۸]
وہ ملا بھی تو کیا ملا بابر
ہاتھ پکڑا مرا نہ پاس آیا[۱۸]

کرونا کے زیر اثر شاعری میں ذاتی ہجر و فراق یا انفرادی تنہائی ایک اجتماعیت میں ڈھلتی اور عالمگیر ہجر اور آفاقی تنہائی بنتی نظر آتی ہے۔ شعرا نے نہ صرف اپنے ذاتی کرب کو محسوس کیا اور اسے اپنے شعری تجربات میں ڈھالا ہے بلکہ اس اجتماعی کرب کے دکھ میں بھی متعدد اشعار کہے ہیں۔ اس عہد کی الم ناک فضا میں شاعر کو مجموعی سطح پر انسان اور انسانیت تنہا ہوتی نظر آتی ہے۔ اسے لگنے لگا ہے کہ معاشرے کی تہذیب اور تہذیبی اشتراک کہیں کمی کی طرف گامزن ہے۔ وبائی اثرات نے انسانوں سے اجتماعی خوشیاں، اکٹھے رہنے اور مل بیٹھنے کا سکون چھین لیا ہے۔ وہ لوگ جن کے لیے تنہائی ایک غم گین کیفیت کا نام تھا اب زندگی کے نام پر اسے اپنانے اور لوگوں، اپنوں اور پیاروں سے جدا رہنے پر مجبور ہیں۔ ایک عالم گیر تنہائی دنیا پر مسلط ہے جس میں کسی کو کسی محبوب کے وصال کا لمحہ پُرطرب حاصل نہیں۔ موجودہ فضا پہلے سے بے حس لوگوں کے درمیان فاصلے مزید بڑھا رہی ہے:

کیا بتاؤں تمھیں شہروں کی فضا کیسی ہے
اب تو جنگل سے بھی ڈر ڈر کے ہوا آتی ہے[۲۰]

فاصلے بڑھ گئے کرونا سے
آدمی آدمی سے ڈرتا ہے[۲۱]

بے حسی پہلے ہی کیا کم تھی اب لوگ یہاں
پاس رہتے ہیں مگر ملنے سے کتراتے ہیں[۲۲]

دنیا عجیب قید میں محبوس ہے سعودؔ
زندان بھی نہیں کوئی زنجیر بھی نہیں[۲۳]

روئے زمیں پر شہر بھی کیسے بیاباں ہوگئے
یہ سوچ کر اُڑتے پرندے بھی پریشاں ہوگئے[۲۴]

کہا جاسکتا ہے کہ کرونائی عہد نے ہجر، جدائی اور تنہائی کے احساسات کو اُردو شعر و ادب میں حیاتِ نو عطا کی ہے۔ ان موضوعات کو جو اُردو شعر و ادب میں پرانے استعمال شدہ بلکہ رگیدے ہوئے موضوعات سمجھے جاتے تھے اس عہد کے عصری شعور کا حصہ بنایا اور عصری فکر سے اس طرح ہم آہنگ کیا ہے کہ ان پر لکھی ہوئی بات آج کی بات اور ان پر کہا ہوا ہر شعر آج کا شعر نظر آنے لگا ہے:

دیکھیے خفا نہ ہوں ، احتیاط کیجیے!
زندگی بچایئے! ہاتھ پھر ملائیں گے[۲۵]

انہیں کہو ہمیں لاحق ہے عشق جیسا مرض
سو مرنے والے نہیں اس وبائے عام سے ہم[۲۶]

ایسے کئی اشعار نہ صرف زبان زدِ عام ہونے کی سند لینے لگے ہیں بلکہ عہدِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے عوام الناس میں ان کی مقبولیت روز افزوں ہو رہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ابو اللیث صدیقی، مضمون "اصنافِ سخن"، مشمولہ "تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان وہند"،پنجاب یونیورسٹی،لاہور، جلد اوّل،۲۰۱۰ء، ص:٦٦

۲۔میر تقی میر، "کلیاتِ میر (انتخاب)"،فیروز سنز،لاہور،۲۰۱۰ء، ص:۸۳

۳۔غالب، مرزا اسد اللہ خان، "دیوانِ غالب"، المسلم پبلشرز، کراچی،۱۹۸۹ء، ص:۱۱۴

۴۔ایضاً، ص:۱۳۷

۵۔اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد، "کلیاتِ اقبال"، شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور،۱۹۸٦ء، ص:۱۰۳

٦۔فراق گورکھ پوری، "چراغاں"،ساہتیہ کلا بھون،الہٰ آباد،۱۹٦٦ء، ص:۲۴

۷۔ناصر کاظمی، "دیوان"، فضلِ حق اینڈ سنز،لاہور،۱۹۹۲ء، ص:۱۲۸

۸۔فیض احمد فیض، "زندان نامہ"، مکتبہ کارواں،لاہور،۱۹٦٦ء، ص:۵۵

۹۔احمد فراز، "خوابِ گل پریشاں ہے"، دوست پبلی کیشنز،اسلام آباد،۱۹۹٦ء، ص:۲۷

۱۰۔میر تقی میر، "کلیاتِ میر (انتخاب)"، ص:۱۰۴

۱۱۔غالب، مرزا اسد اللہ خان، "دیوانِ غالب"، ص:۱۴۴

۱۲۔ناصر کاظمی، "دیوان"، ص:۳٦

۱۳۔ایضاً، ص:۳۵

۱۴۔اظہر ادیب، "بدن سے آگے"، تسکین ذوق پبلشرز،لاہور،۲۰۱٦ء، ص:۲۰

۱۵۔احمد فراز، "کلیاتِ احمد فراز"، فرید بک ڈپو، دہلی، اشاعت سوم،۲۰۱۰ء ص:۱۱۳۳

16. www.facebook.com/qamar.r.shahzad posted on 20th July 2020.
17. www.facebook.com/saud.usmani1 Posted on 4th July 2020.
18. www.facebook.com/ahmad.farhad Posted on 23rd May 2020.
19. www.facebook.com/sheikh.babar.33 Posted on 23rd March 2020.
20. www.facebook.com/imtiaz.gohar Posted on 16th June 2020.
21. www.facebook.com/imtiaz.gohar Posted on 7th July 2020.
22. www.facebook.com/saghar.hashmi.98 Posted on 5th July 2020.
23. www.facebook.com/saud.usmani1 Posted on 19th March 2020.
24. www.facebook.com/mirzasikandar.baig.332 Posted on 28th July 2020.

25. www.facebook.com/muhammad.yunas17 Posted on 23rd March 2020.
26. www.facebook.com/abbas.tabish.7 Posted on 6th July 2020.